۲ : مرزائی اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے۔

(یعنی مسجد، اذان، کلمہ، نماز، رسول، صحابی، امیرالمؤمنین اور ام المومنین جیسی مقدس اور پاکیزہ اسلامی اصطلاحات اپنی کافرانہ رسوم وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کرسکتے۔)

فتنۂ قادیانیت کے مسلسل محاسبہ سے اب مرزا طاہر خوفزدہ ہو کر اپنے آقاؤں کے پاس بیٹھ کر زہر اگل رہا ہے اور ساری دنیا میں پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ستم توڑے جا رہے ہیں اور یہ کہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام الزامات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ علم تحفظ ختم نبوت، جو حضرت امیر شریعتؒ نے لہرایا تھا وہ گرنے نہ پائے۔ پہلے سے زیادہ شد و مد سے اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے پوری توانائیاں صرف کردیں اور عوام میں سیاسی بیداری پیدا کریں کیونکہ اس سیاسی بیداری کی وجہ سے ہی قادیانی اپنے ناپاک عزائم میں پوری طرح ناکام رہیں گے۔

آخر میں علامہ اقبالؒ کے مقالہ سے اقتباس پیش کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں، جو اسی سیاسی بیداری کے لئے فرماگئے ہیں:

It is equally obvious that the Qadianis, too, feel nervous by the political awakening of the Indian Muslims, because they feel that the rise in political prestige of the Indian Muslims is sure to defeat their designs to carve out from the *Ummat* of the Arabian Prophet a new *Ummat* for the Indian Prophet. (P. 3)

"یہ بالکل واضح ہے کہ قادیانی ہندی مسلمانوں کی سیاسی بیداری پر متوحش ہیں کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہندی مسلمانوں کی سیاسی توقیر میں اضافہ سے عربی پیغمبر کی امت سے، ہندی پیغمبر کے لئے ایک نئی امت نکال لینے کے ان کے عزائم کی شکست یقینی ہے۔"

لاہور میں نقیب ختم نبوت کے ایجنٹ

"مشتاق پبلی کیشنز" عزیز مارکیٹ اردو بازار جہاں نقیب ختم نبوت کے علاوہ دیگر دینی، ادبی اور تاریخی کتب بھی دستیاب ہیں۔

ایک وضاحت

سید عطاء المحسن بخاری

چہ دلاور است دُزدے.....؟

قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و عوامل جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے کچھ بھی ہوں مگر ایک بندۂ مومن کے نزدیک اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ جب بھی قوموں اور قوموں کے مذہبی سیاسی اور سماجی وڈیروں نے الہامی دین اور انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا، ان کی اہانت کی، ان کی اپوزیشن کو مکمل تعاون کا یقین دلایا، اور انبیاء کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کی تو قومیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ "ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انھوں نے اپنے آپ پر خود ظلم کیا۔" گویا ظلم زوال، نکبت، ذلت اور ادبار کا بنیادی سبب ہے، ظلم عقائد میں ہو یا اعمال میں — حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظالمانہ رویّے قوموں کو ہلاکت کے غار میں دھکیل دیتے ہیں۔ گزشتہ دہائی اور موجودہ دہائی میں دینی حلقوں میں زوال نے ڈیرے جا لئے ہیں۔ خود سری اور سرکشی نے حلقہ سازی اور گروہ بندی کو تقویت دی اور لوگوں نے اپنی اپنی خود ساختہ مذہبی تعبیروں کے ذریعہ عوام کو بھیڑوں کا گلہ سمجھ کر اپنی اپنی بھیڑیں بانٹ لیں اور "دیویوں کے جھرمٹ" میں راجہ اندر بن کے سج دھج سے بیٹھے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ اپنی اس حالت پر قانع ہیں..... اس گروہ بندی و حلقہ سازی میں اس دہائی کے ایک بلوچ مولوی نے کمال کر دیا۔ اس نے اپنے سوا ساری اُمت کو مشرک کہنا شروع کر دیا۔ اس کی سرپرستی میں گجرات کے ایک بزرگ نے کمر کس لی اور پھر تو رہی بھلی، ان کا حلقۂ ادارت توحید کے مسئلہ میں غیر مقلد بھائیوں سے بھی سبقت لے جانے کی فکر میں ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ آدمی مشرک ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موت کے بعد قبر میں زندہ مانتا ہے اور وہ شخص بھی جو حضور علیہ السلام کے سماع بعد الموت کا قائل ہے اور مذکورہ بلوچ مولوی اور گجرات کے بزرگ نے تو یہاں تک زبان درازی کی کہ "وہاں موریاں ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) درود سنتے ہیں؟ قبر میں ان کا جسد اطہر پتھر کی مانند ہے اور روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ گجراتی بزرگ تو فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ لوئر کلاس (چھوٹے درجے) کے مشرک ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے "انھیں" کیا کہیے

اس سلسلہ میں کالو والا ضلع ڈیرہ غازیخان کے ایک صاحب نے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کو بھی انہی گجراتی بزرگ کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے شاہ جی کی تقریروں کے اقتباسات دائیں بائیں سے چن کر تلبیس کر کے شائع کئے اور اس میں شاہ جی رحمۃ اللہ کو گجراتی بزرگ کے پیش رو مولانا غلام اللہ خاں مرحوم کا ہمنوا ثابت کرنے کی

بے جان وبے روح کوشش کی ہے۔ حقیقت اس کی کیا ہے۔ انھوں نے یہ جاننے کی ہرگز کوشش نہ کی۔ کیونکہ ان کا فکری و قلبی رجحان بھی اسی طرف تھا۔ اس لئے شاہ جی مرحوم کو بھی ملوث کر دیا .... حالانکہ ہم چار بھائی، ہماری والدہ ہماری ہمشیرہ اپنے والد مرحوم کے عقائد، اعمال، عبادات معاملات اور معاشرتی و سماجی رویوں کے شاہد، سامع اور وارث زندہ ہیں مگر

شعر چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

میں نے بیسیوں تبلیغی سفروں میں لوگوں کے اس سوال کو ٹال دیا کہ کالو والا کے جیلانی شیخ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔ دنیا میں بھی اور عقبیٰ میں بھی انہی سے پوچھئے۔

لیکن اب ایک جھنگ کے بزرگ نے شیخ صاحب مذکور کی بزرگی کو حوالے کے طور پر پیش کیا اور ہمارے والد رحمۃ اللہ کے مسلک میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بلوچ، شیخ، گجراتی و جھنگوی بزرگوں کا حلقہ ارادت ملاحظہ فرمائے۔ کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹۵۲ء میں مولانا اخلاق حسین قاسمی کا ایک مضمون مسئلہ حیوٰۃ النبی پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا وہ رسالہ بہت مقبول ہوا دو تین بار چھپا اور لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بات آئی گئی ہوگئی پھر ۱۹۵۶ء میں گجرات کے بزرگ مدرسہ خیر المدارس کے جلسہ میں آئے تو انھوں نے اس موضوع پر توجہ اظہار کرنا تھا کیا اور شخصیات کو بھی خوب لتاڑا۔

حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر مذکورہ گجراتی بزرگ کو مائیک سے کھینچ کر ہٹا دیا۔ پھر مولانا نے اس مسئلہ کی توضیح و تردید کے لئے مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کو مامور کیا۔ خوب مقفٰ کا فضیحت ہوئی ایک محفل میں اس بزرگ نے مولانا محمد علی مرحوم کو زناٹے دار تھپیٹر بھی رسید کر دیا .... کمالِ علم واستدلال سے محروم بزرگ نے .... دلیل کے طمانچہ کی بجائے بے دلیل بھاری بھرکم تھپیٹر سے مسئلہ سمجھانے کی "عالمانہ" کوشش کی۔

والد صاحب رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو جماعتی پروگرام بنا کر قریہ قریہ بستی بستی ڈونڈی پیٹنے کی زبردست مخالفت کی مگر.... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برزخی حیات کے روح سے جسمانی تعلق کی بنیاد پر قائل تھے۔ انھوں نے کبھی بھی اس بدتمیزی کی تائید نہیں کی کہ حضور علیہ السلام کا جسد اطہر قبر میں روح کے تعلق کے بغیر پڑا ہوا ہے۔ بلکہ وہ تو فرمایا کرتے تھے۔

" اے کاش میں بیمار نہ ہوتا تو پشاور سے کراچی کا ایک دورہ ان کی موت کے لئے کافی ہوتا "

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کی اولاد کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء اپنی اپنی قبروں میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں۔ یہی برزخی حیات ہے جس کا کسی کو بھی ادراک نہیں ہے۔ انبیاء کی برزخی حیات کا ادراک کیونکر ہو سکتا ہے